غِنا کیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمُ☆اَلصلَواۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سِیَّدِاَنۡبِیاءِ وَالۡمُرۡسلِینَ وَ عَلٰی آلِہِ طَیِّبِینَ الطَّاھِرِینَ اَلۡمَعۡصُومِینَ اَلۡذِیۡنَ اَذۡھَبَ اللّٰہُ عَنۡھُم ُالرِّجسَ وَطَھُرَھُمۡ تَطۡھِیرَا☆اَمَّا بَعۡدُ فَقَدقَال رَسُولُ اللہِ صلی اللہُ علیہ وَ آلہِ وَسَلم ☆بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمَنِ الرَّحِیمُ اَلۡغِناُ اَشدُّ مِن اَلۡزِنا☆ غنا زنا سے بھی شدید تر گنا ہے۔ اِس میں تو کوئی شک نہیں کہ غنا بفرمانِ رسولؐ بدترین گناہ ہے۔ لیکن یہ بات واضع ہونی چاہیے کہ غنا ہے کیا چیز۔ اِس حوالے سے جب علمائے کرام سے رجوع کیا گیا تو اُنہوں نے سُر یعنی اِلحان کو غنا قرار دیا جب یہ پوچھا گیا کہ یہ سُر یا اِلحان کس مقام پر پہنچ کر حرام قرار پاتا ہے کیوں کہ دنیا میں کئی قاری اَیسے ہیں جو قران پاک کی تلاوت خوش الحانی سے کرنے میں اَپنی شہرت رکھتے ہیں۔ تو اس کا کوئی جواب نہیں۔ اِیک صاحب نے تو اِس کی بھی بڑی عجیب وغریب منطق پیش کی کہ سُر کو گلے میں گھومانے سے سُر حرام ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں توجیہات عقل کو مطمعن نہیں کرسکتیں۔ اگر حدیثِ پاک کے اَلفاظ پر غور کریں تو اِسکی حرمت کی وجہ واضع ہے۔ بالکل اِسی وزن پر ایک اورحدیثِ پاک ہے جس کے اَلفاظ ہیں(**الفتنہُ اَشدُّ مِنۡ الۡقَتۡل**) فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ مقصد یہ کہ فتنہ قتل کا مقدمہ ہے۔ پہلے فتنہ ہوتا ہے جس سے جذبات براَنگیختہ ہوتے ہیں اور نتیجہ قتل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اِسی طرح غنا زنا کا مقدمہ ہے کہ غنا سے اِنسان کے جنسی جذبات براَنگیختہ ہوتے ہیں اور نتیجہ زنا کی صورت میں برامد ہوتا ہے۔ تو اِس طرح یہ ثابت ہوا کہ غنا کوئی اَیسی چیز ہے جو اِنسان کے جنسی جذبات کو مہمیز کرتی ہے۔

سُر کیا ہے

سُر کی تعریف میں کچھ زیادہ نہیں بس اِتنا کافی ہے کہ آواز کے نظم وضبط کے ساتھ اُتار چڑھاو کو سُر کہتے ہیں۔ یہاں ایک اِنتہائی دلچسپ اور غور طلب بات بتا تا چلوں۔ وہ یہ کہ علم اَلاعداد میں سات کا عدد یعنی **figer 7** عددِ تام کہلاتا ہے یعنی کامل عدد اِس تعداد میں اللہ نے کائنات میں جو کچھ خلق فرمایا ہے وہ کامل واَکمل اور اَفضل ترین ہے۔ مثلاً روشنی کے سات رنگ سات آسمان، زمین کے سات طبق یعنی سات براَعظم ہفتے کے سات دن یہاں تک کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے سات اَسمائے گرامی یعنی (محمدؐ علیؑ فاطمہ سلام اللہ علیہا حسنؑ حسینؑ موسیٰؑ جعفرؑ) اِس کے بعد یہی اَسمائے گرامی پلٹ پلٹ کر آتے رہتے ہیں۔ جب اِس عدد پر خلق

ہونے والی باقی سب چیزیں بیمثال ہیں تو سُر بھی اِسی عدد پہ تخلیق ہو کے حرام کیسے ہو گیا۔ یہ ایک عقلی دلیل ہے کسی کا اِس سے متفق ہونا ضروری نہیں حالانکہ مجتہدین کے نزدیک دَلیل عقل حجت تسلیم کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر نبی کے معجزات اُس کی وجہ شہرت ہیں۔ جیسے جناب موسیٰ علیہ سلام کا عصا جو سانپ بن جاتا تھا۔ جناب صالح علیہ السلام کی ناقہ جو پہاڑ سے پیدا ہوئی اور جناب سلیمان علیہ السلام کا تخت جو ہوا میں پرواز کرتا تھا۔ بعینہ جناب ہود علیہ السلام کو جو معجزہ عطا ہوا تھا وہ یہی سُر تھی اُن کی خوش الحانی کا یہ عالم تھا کہ جب وہ اَپنی سحر انگیز آواز میں زکر اِلٰہی کرتے تھے تو اِنسان تو کیا جنگلی جانور اور پرندے بھی اُن کے اِرد گرد جمع ہو جاتے تھے۔ یقیناً وہ آواز اِس قدر موثر ہوتی تھی تب ہی اِنسان حیوان چرند پرند سب متاثر ہوتے تھے۔ ایک اللہ کے نبی کو اللہ کیطرف سے اِس نعمت کا عطا ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ ذاتی طور پر قابل مطعون نہیں بلکہ قابل ستائش چیز ہے۔ اَج جب کہ یہ ایک مکمل علم کی شکل اِختیار کر چکی ہے لیکن اِس کے باوجود یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ بندہ باقی علوم کی طرح اِس علم میں بھی جس قدر چاہے مہارت حاصل کر لے لیکن گلے کا سُر یلا پن خصوصی طور پر اللہ کی عطا ہوتی ہے۔ اَیسے ہزاروں نامی گرامی موسیقار اور اِس فن کے ماہر گزرے ہیں کہ جن کی بنائی ہوئی دُھنیں اَب بھی دماغوں میں رَس گھولتی ہیں لیکن وہ ذاتی طور پر گلے کیطرف سے بالکل فارغ تھے۔ یہاں تک تو ہم یہ ثابت کر پائے کہ سُر یا الحان کوئی قابل نفرین چیز نہیں ہے لیکن یہ ثابت کرنا اَبھی باقی ہے کہ اِس سے اَیسے کوئی اَسباب پیدا نہیں ہوتے جن کیوجہ سے اِسے غنا قرار دے کر حرام گردانا جائے۔ اور یہ مرحلہ قدرے مشکل ہے اِس لیے کہ یہ کہنے کا نہیں کرنے کا کام تھا لیکن ہمیں یہاں اِسے لکھ کر سمجھانا پڑے گا۔ یہ بات ایک بار پھر دہراتے ہیں کہ غنا کی علت حرمت یہ ہے کہ اُس سے اِنسان کے جنسی جذبات بھڑ کتے ہیں جس کے نتیجے میں زنا کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

آپ یوں سمجھیں کہ آپ ایک اَیسی محفل میں موجود ہیں جس میں فن موسیقی کے ماہر گھرانے کے کسی فرد کو مدعو کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اُستاد فتح علی خواں اُستاد مہدی حسن خواں یا اُستاد غلام علی خواں اور اُن پر فرمائش یہ ہے کہ آپ ہمیں راگ درباری میں صرف اَلاپ سُنائیں جس میں کوئی لفظ نہ ہو یعنی صرف (آاااااااااااا) اَپنے پورے اُتار چڑھاو سے۔ اَب اُستاد صاحب نے آپ کو ایک گھنٹے تک مسلسل راگ درباری اِنتہائی اعلیٰ معیار میں سُنایا اور سامعین سے خوب داد وصول کی۔ آپ مجھے اِیمان کے ساتھ بتائیں کہ پورا ایک گھنٹہ بہترین سُر سنتے ہوئے کسی بھی مرحلے پر جنسی جذبات میں کسی تحریک کے پیدا ہونے کا کوئی اِحتمال ہو سکتا ہے۔ جس کا جواب یقیناً نہیں میں ہو گا۔ تو پھر سُر کو کیسے غنا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اَب سوال یہ باقی رہتا ہے کہ اگر سُر غنا نہیں تو پھر غنا کیا ہے۔ ہاں یہ بات سمجھانا بہت آسان ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں اس کا واضع اِشارہ ہے کہ غنا سے انسان کے جنسی جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں جس سے زنا کی طرف رغبت ہوتی ہے تو اِس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ ہر وہ چیز جو اِنسان کے جنسی جذبات کو تحریک دے وہ غنا ہے۔ مثلاً عشقیہ شاعری جس میں صنف مخالف

کے حُسن و شباب کی رعنائیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً (کھلتے جائیں جو تیرے بندِ قبا زُلف کے ساتھ ۔۔۔ رنگِ پیراہنِ شب اور نکھرتا جائے) عشق محبت پر مبنی ڈرامے اور فلمیں جو تقریباً ہر شریف کے گھر میں صبح شام چلتے رہتے ہیں۔ برہنہ و نیم برہنہ مصوری اور عکاسی یعنی فلم بندی وغیرہ۔ حیرت اِس بات پر ہے کہ اَیسے ڈراموں اور فلموں کے لیے تو کوئی آواز نہیں اُٹھاتا۔ بس سُر کو نہایت بے سُرے طریقے سے غنا غنا کر پیچھے پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک سُر یا اِلحان کا تعلق ہے تو شاعری چاہے مقدس ہو یعنی مدحتِ محمد و آلِ محمد علیہم السلام میں شعر کہے گئے ہوں یا غنائی شاعری ہو دونوں صورتوں میں سُر اُسے زیادہ پُرکشش زیادہ موثر بنا دیتی ہے۔ آخر میں ایک مثال دے کر بات کو ختم کرتے ہیں کہ ایک تھان کپڑا جو کہ دکان پہ پڑا ہے تو بس کپڑا ہے۔ اُس میں آپ نے ایک میٹر کپڑا خریدا اور قران پاک کا جُزدان بنا دیا اور میں نے اُسی کپڑے سے ایک میٹر کپڑا خریدا اور بچے کا کچھا بنا دیا۔ جب تک دُکان میں تھا تو ایک جیسا تھا لیکن اِستعمال کی وجہ سے فضیلتوں میں فرق آ گیا۔ بس اِتنی سی بات ہے کہ ایک آدمی ایک راگ سے سُر لے کر نوحے یا قصیدے کی طرز بناتا ہے۔ جبکہ دوسرا آدمی اُسی راگ میں سے ایک گانے کی دُھن ترتیب دیتا ہے۔ تو اَب آپ باآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حرام کیا ہے اور حلال کیا۔ لہٰذا میری علمائے اِسلام سے یہ دست بستہ گذارش ہے کہ اَپنے مقام و مرتبے کو مدنظر رکھتے ہوئے نعت خواں حضرات اور زاکرین عظام کو نامناسب اَلفاظ سے مطعون نہ کیا کریں بلکہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے مافی الضمیر کو سمجھنے کی کوشش کیا کریں کیونکہ کسی آیت یا حدیث کی غلط تشریح گمراہیوں کے گڑھے میں لا پھینکتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیثِ پاک کی تشریح عرف عام میں کی جاتی ہے جو کسی بھی حوالے سے درست نہیں۔ یہ عام فہم بات ہے کہ جب کوئی شخص محفل نعت میں یا مجلس اِمامِ مظلومؑ میں بیٹھا ہو تو جنسی اِحساسات کا کہیں دور تک نام و نشان نہیں ہوتا۔ تو بقول مولوی جب عِلت ہی موجود نہیں تو حرمت کیسی۔ علماء کی بات نہیں اللہ اِس اُمت کو ملّاؤں کے چنگل سے آزادی عطا فرمائے دعا ہے لیکن قبلِ ظہورِ اِمامِ زمانہ علیہ السلام مستجاب ہوتی نظر نہیں آتی۔

راقم الحروف

ذوار مختار حسین عاصم

12/10/2017